

## بنیاد پرستی کا پس منظر

اسلام کے خلاف یہودیوں کی طریق واردات کا ایک جائزہ

بنیاد پرستی کی اصطلاح گزشتہ چند سالوں سے مغربی ذرائع ابلاغ کے ذریعے زبان زد عام ہوئی ہے۔ یہ اصطلاح پہلے پہل عیسائی قدامت پرستوں کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ یورپ کے دور جہالت بن مذہبی اداروں پر قابض پادری سیاہ و سفید کے ایک تھے۔ وہ جسے حلال قرار دیتے وہ حلال، جسے حرام کہتے وہ حرام ہوتا۔ وہاں کوئی قانون، قاعدہ اور دستور نہیں تھا۔ جو لوگ ان جاہلانہ عقائد پر ایمان لاتے نہیں بنیاد پرست کہا جاتا اور جو جدید علوم سے استفادہ کرتے یا انہیں پسند کرتے وہ ماڈرن کہلاتے۔ بے عام عیسائی تعلیم کی طرف راغب ہوا تو اس کی آنکھیں کھلیں، بیخ اور جھوٹ ظاہر ہونے لگا۔ جدید حلیم یافتہ طبقے نے پادریوں کی تعلیمات کو عقل اور دلائل سے رد کرنا شروع کر دیا۔

رفتہ رفتہ سائنس کی تعلیم بھی مسلمانوں سے عیسائیوں نے سیکھ لی۔ تب عیسائی پادریوں کے من گھڑت رہی عقائد کی قلعی کھلنے لگی تو انہوں نے سائنس کی تعلیم کو مذہب کے خلاف قرار دے کر پابندی عائد کر دی۔ اس دور میں یورپ میں سائنسی تعلیم کے ادارے موجود نہیں تھے۔ انڈس اور سمرقند کے مسلم اداروں میں غیر ملکی طلبہ بھی زیر تعلیم تھے۔ ان اداروں سے فارغ عیسائی طلبہ نے عوام اور پادریوں کو حقائق سے آگاہ کرنا پایا لیکن وہ ایک نہ مانے..... اس طرح جدید تعلیم یافتہ طبقے اور پادریوں میں کشمکش کا آغاز ہوا۔

پادریوں نے جدید تعلیم یافتہ بالخصوص سائنسدانوں کو مذہب کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے اور بغاوت کرنے کے جرم میں قتل کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ اس شورش میں ہزاروں جدید تعلیم یافتہ افراد موت کی نیند سلا دیئے گئے۔ یہ سلسلہ مدتوں جاری رہا۔ ایک طویل جدوجہد کے بعد اہل مغرب پادریوں کے تسلط سے آزاد ہوئے۔ تب سے کلیسا اور ریاست کو الگ الگ کر دیا گیا۔ اہل مغرب کے ذہنوں بن مذہب اور مذہبی ریاست کا نام آتے ہی وہی پرانی عیسائی جہالت کا تصور نمایاں ہو جاتا ہے۔ یہی جہ ہے کہ وہ دین اسلام اور اسلامی تحریکوں کو بنیاد پرستی سے تعبیر کرتے ہیں۔

اہل یورپ نے پادری تسلط سے آزادی کیا حاصل کی مذہب کی ضرورت اور اہمیت کو بھی اسی بن منظر میں دیکھ کر نظر انداز کر دیا۔ عیسائیت کے پادریوں نے عیسائیت کو من مانی ترامیم کے ذریعے



نراش خراش کر کھانے پینے اور کلیسا کی بالادستی میں بدل دیا ہے۔ اس میں نہ روحانیت باقی ہے اور نہ ہدایت اس کے برعکس اسلام رشد و ہدایت، امن و اخوت، رواداری اور احسان کا علمبردار ہے۔

سائنسی علوم کی ابتداء مسلمانوں سے ہوئی ہے۔ سارا قرآن کائنات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام اس مخصوص پس منظر میں بنیاد پرست نہیں۔ اہل مغرب اسلام کی حقیقت سے عاری ہیں۔ انہیں اسلام پر کوئی تبصرہ کرنے سے پہلے اسلام کے اصل مآخذ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اہل مغرب جن انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں ان کا تعین چودہ صدیاں قبل اسلام کے کر دیا تھا۔ علوم و فنون ہماری میراث ہیں۔ اہل مغرب نے یہ سب کچھ ہمارے آباء سے سیکھا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ہمارے احسان مند ہونے کے بجائے اٹے دشمن بن چکے ہیں۔ اسلام اپنی دعوت دلائل اور حکمت سے پھیلانا چاہتا ہے، اس میں تلوار کا دخل نہیں۔ تلوار کا استعمال صرف اسی وقت ہوتا ہے، جب کوئی طاغوتی طاقت قوت سے اسلام کو دعوت دینے سے روکے۔ مسلمانوں کا حاشیہ تنگ کیا جائے۔ ان حالات میں تلوار کا سہارا لینا زندگی کا حق لینا ہے۔ پھر جہاں کہیں کوئی طاقتور کمزور کو دبا رہا ہو۔ اس سے زندگی کا حق چھین لینا چاہتا ہو کسی کی جان، مال اور عزت سے کھیل رہا ہو وہاں تلوار کا استعمال بنیاد پرستی یا دہشت گردی نہیں بلکہ انسان دوستی ہے۔

آج اہل مغرب بنیاد پرستی کو دہشت گردی کا لیبل لگا کر اپنی منتشر قوت کو بحال کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ نے پہلے روس کا درہوا، کھڑا کر کے اہل مغرب کو متحرک رکھا۔ جب روس زوال پذیر ہوا تو مغرب کے پاس متحد ہونے کی کوئی بنیاد نہیں تھی۔ ان کے اپنے مفادات ٹکرا رہے تھے۔ ٹوٹ پھوٹ کے خطرات نمایاں تھے۔ ان حالات میں امریکہ نے یورپ کو متحد کرنے اور اپنی چھتری تلے چھپائے رکھنے کے لیے ایک نئے خطرے کا تعین کیا اور اسے بڑھا چڑھا کر اس طرح پیش کیا گیا۔ سب اس پر متفق ہو گئے کہ ہم اس خطرے کا اکیلے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اسی بنیاد پر مشترکہ منصوبہ بندی کی گئی۔ آج سارا یورپ امریکہ کی گود میں پناہ لیے ہوئے ہے۔ امریکی ذرائع ابلاغ آئے روز طرح طرح کی کہانیاں گھڑ کر انہیں مسلمانوں سے خوفزدہ کیے ہوئے ہیں۔ مغربی ذرائع ابلاغ پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ امریکی اداروں اور قیادت بھی یہودی اثرات کی زد میں ہے۔ یہودیوں کے مذہبی عقائد کے مطابق ان کے علاوہ سب انسان شیطان کی اولاد ہیں اور انہیں انسانی شکلیں اللہ نے صرف اس لیے دی ہوئی ہیں کہ وہ یہودیوں کی خدمت مہارت کریں۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے کہ وہ غیر بددلوں سے خدمت نہیں لے سکتے جن کی ان کے مذہبی عقائد نشانہ بنی ہوئی ہیں۔ وہاں البتہ انہوں نے کراہت سے عیسائیوں کو جن کے آباء و اجداد یہودیوں کے شدید مخالف تھے اور ان میں طویل ترین



جنگیں ہوتیں رہیں کو اپنی خدمت کے لیے آمادہ کر لیا ہے یہودی ذہین اور لومڑی سے زیادہ چالاک قوم ہے۔

مسلمان اور عیسائی بروقت ان کے اہداف ہیں البتہ وہ باری باری ان دونوں کو آپس میں لڑا کر اپنا اصل مقصد کمال مہارت سے حاصل کر رہے ہیں۔ آج بھی وہ اپنے مقاصد کے لیے عیسائی قیادت قوت اور صلاحیت کو استعمال کر کے مسلمانوں کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔ کل وہ کسی دوسری قوت کے ذریعے عیسائیوں کو بھی سبق سکھائیں گے۔ اپنے مذہبی عقائد کی پابندی کرنے سے کہیں یہ مطلب نہیں نکلتا کہ مسلمان دوسرے مذاہب کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں اپنے نقطہ نظر کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے انہیں دعوت دینا سب کا حق ہے۔ عیسائی مشتری تمام مسلمان ملکوں میں تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ جب تک وہ تشدد کا راستہ اختیار نہ کریں انہیں کوئی نہیں روکتا۔ آپ مسلمانوں کو اسلام پر کاربند رہتے ہوئے زندگی گزارنے کا موقع دیں، وہ آپ کے لیے کوئی خطرہ نہیں۔ اگر کوئی اس دنیا کو اپنی جاگیر سمجھے، اس پر اپنی حکمرانی کے خواب دیکھے تو اسے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آئیے ایک مثال سے یہ دیکھیں کہ اہل یورپ اسلام کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ چند سال قبل الجزائر میں جب اسلامک ساولیشن فرنٹ نے بھاری اکثریت سے انتخابات جیت لیے تو مغربی ذرائع ابلاغ نے طوفان اٹھا دیا کہ مغربی تہذیب کو خطرہ ہے۔ ایک صحافی نے یہودی افکار کے ترجمان ہفت روزہ ”ٹائم“ میں اپنی خصوصی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا کہ اسلامک فرنٹ والے لمبی، لمبی داڑھیوں والے..... علی الصبح مساجد میں نمازیں پڑھتے والے اور شراب سے نفرت کرنے والے ہیں۔ ان کی عورتیں مغربی تہذیب سے نفرت کرتی ہیں اور اپنی زمین چھپانے کے لیے پردہ کرتی ہیں۔ ان اوصاف حمیدہ کو انہوں نے ”جہنم“ سے تعبیر کیا اور اس دور میں احیاء اسلام کی اس کوشش کو مغربی تہذیب کے لیے خطرہ قرار دے کر الجزائر میں جمہوری حکومت کا راستہ روکا اور وہاں ایک فوجی حکومت مسلط کی گئی۔ نہ صرف یہ بلکہ دیگر عرب ممالک کو بھی ڈرایا کہ اگر آپ نے انتخاب کر دیا تو وہاں بھی بنیاد پرست قابض ہو جائیں گے۔ ساری دنیا میں آزادی اور جمہوریت کا راگ لاپنے والے عرب ممالک میں ملکیت کے پشتیبان بنے ہوئے ہیں۔ ان کی جمہوریت اور انسانی حقوق کا معیار اور اس ”کاز“ کے ساتھ کو منمنٹ کمیٹنٹ ہے۔ اسے ہی مغرب کا دہرا معیار کہا جاتا ہے۔

اسلام اور مغرب دو مختلف تہذیبیں ضرور ہیں۔ ان میں سازگار ماحول میں مقابلہ بھی ہونا چاہیئے۔ انسانوں کو ان کی بہتری کے لیے بہتر سے بہتر ماحول فراہم کرنا اور انہیں ایک مہذب فرد بننے میں مدد دینا، انسانی معاشرے کے ارتقاء کے لیے نیک شگون ہے۔ اگر مغربی تہذیب کو خطرہ ہے تو وہ اپنی اصلاح کریں نہ



کہ اپنے گناہوں کو چھپانے کے لیے دوسروں کو مورد الزام ٹھہرائیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمان بزدل اور بے غیرت نہیں بلکہ بہادر اور غیرت مند ملت ہے۔ اس نے کبھی کسی فرعون کے آگے سر نہیں جھکایا۔ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتے ہیں۔ انہیں عیسائیت کی طرح بزدلی اور کم ہمتی کا درس نہیں دیا جاتا۔ وہ دلیل کا دیں سے... تلوار کا تلوار سے اور گولی کا گولی سے جواب دیتے ہیں۔ دہشت گرد تو خود اہل مغرب ہیں۔ فلسطین، کشمیر، الجزائر، اراکان، بوسنیا اور چچنیا میں ان کا کردار ایک اندر سے دہشت گرد سے بھی بھیانگ ہے۔ شرم و حیا سے عاری، انسانیت، انصاف، رواداری اور مساوات سے نا بلند لوگ ہیں تہذیب سیکھانے کی باتیں کرتے ہیں۔

امت مسلمہ اگر اپنا مستقبل یا سرعزات کی طرح کسی قاتل کے رحم و کرم پر چھوڑ دے تو وہ ”ذلیل الیاد“ کی مستحق قرار پائے گی۔ اگر وہ ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہے تو بنیاد پرست اور دہشت گرد ٹھہرے گا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن یہ کہیں تو بجا لیکن مقام انوس ہے کہ کاسا بلانکا سربراہی کا نفرنس بھی اس طرح کی قرارداد منظور کر کے اللہ کے عذاب کو گوارا دے دعوت دی جاتی ہے۔ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان ملک میں خواہ جمہوریت ہے یا بادشاہیت یا کہیں فوجی آمر ہوں، سب ہی مغرب کے چیلے ہیں اور اسی کو خوش کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں، کاسا بلانکا نفرنس کو اسلامی سربراہی کا نفرنس کہنا بھی اسلام کی توہین ہے۔ مجھے قطعاً یہ یقین نہیں کہ ایسی قرارداد کوئی مسلمان تیار کر سکتا ہے۔ اس کا مسودہ اسرائیل یا واشنگٹن سے تیار ہو کر آیا ہو گا۔ جن ممالک نے اس کی مخالفت کی ہے، وہ بھی بس ایک کارروائی سے زیادہ کچھ نہیں دگر نہ اسے ایجنڈے میں شامل کرنا ہی مشکل تھا۔ یہ ساری کانفرنس اس گناہ میں شریک رہی۔

**کشکول معرفت (جلد دوم)**! شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ اہل، معروف سکالر اور عظیم روحانی پیشوا حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی دامت برکاتہم راتم کے گرانقدر اور وقیع مکاتیب کا مجموعہ اور جن میں شریعت و طریقت، علم و عمل، دین و دنیا کی فلاح، مشکلات میں نجات کی راہ، مختلف اوقات کے مسنون وظائف، علم کے تقاضے، علم کی برکات، وسیوں مفید کتابوں کا تعارف اور زندگی کے مختلف میدانوں میں کامیابی کے راستوں کی نشاندہی کی گئی ہے جنہیں مولانا عبد القیوم حقانی نے موزوں عنوانات، حسین ترتیب اور مفید تحشیہ کے ساتھ مرتب کر لیا ہے صفحہ ۲۴۴۔

قیمت ۵۰ روپے۔ ادارۃ العلم والتحقیق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ